۱۵۰واں باب

[ربیع الاول ۴ھ، اگست ۶۲۵ء]

زخمی شیر کا جوابی حملہ

غزوۂ بنی نضیر

۲۸۰ جنگِ اُحد کے بعد یہود کہاں کھڑے ہیں

۲۸۱ مسلمانوں کے جانی نقصان سے یہود کے روّیے میں تبدیلی

۲۸۲ بئرِ معونہ کا المناک حادثہ بنو نضیر کی جلا وطنی کا پیش خیمہ

۲۸۳ بنو نضیر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی تیّاریوں میں

۲۸۴ بنو نضیر کو مدینے سے جلاوطنی کا انتباہ

۲۸۴ نام نہاد مسلمانوں کی جانب سے یہود کو تعاون کی یقین دہانی

۲۸۶ بنو نضیر کے خلاف اعلانِ جنگ اور لشکر کشی

۲۸۶ بنو نضیر کے قلعہ بند یہود کا شدید محاصرہ

۲۸۷ بنو نضیر محاصرے سے تنگ آ گئے

۲۸۸ بنو نضیر شکست تسلیم کر کے مدینے سے جلا وطن ہونے پر راضی

۲۸۹ بنو نضیر معافی ملنے پر گاتے بجاتے خوشی مناتے نکل گئے

۱۵۰واں باب

زخمی شیر کا جوابی حملہ

غزوۂ بنی نضیر [ربیع الاول ۴ھ، اگست ۶۲۵ء]

جنگِ اُحد کے بعد یہود کہاں کھڑے ہیں

یہود اپنے علماء کی ہر بات بلا چون وچرا مانتے اور اُن کی اطاعت کرتے تھے، اُن کے اِس عیب و گناہ کی بنا پر آنے والے دنوں میں نازل ہونے والی سُوْرَةُ التَّوْبَة میں اِن کے بارے میں کہا گیا کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ [ترجمہ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریمؑ کے بیٹے مسیحؑ کو حالانکہ انھیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔] درحقیقت یہود نے اپنے علماء کو اپنا خدا بنایا ہوا ہے۔

عوام کی جانب سے چندے اور نذرانوں کے سوا مال دار اور صاحبانِ اقتدار ان علمائے یہود کی باقاعدہ پرورش کرتے اور تنخواہیں دیا کرتے تھے تاکہ اُن کے اعمالِ بد اور عوام پر ظلم و ناانصافی پر یہ اُن کو نہ ٹوکیں۔ قریش کے ساتھ مل کر مدینے کی حکومت کے خلاف سازش کرنے اور حیا باختہ شاعری کے جرم میں یہودی سردار کعب بن اشرف، جس کو کچھ دن قبل نبی کریم ﷺ نے قتل کرایا تھا یہود کے علماء کا بڑا سرپرست اور اُن کو تنخواہیں دینے والا تھا۔ یہود اپنی تاریخ میں انبیاء کو اور اپنے درمیان اُٹھنے والے مصلحین کو قتل کرنے میں بڑے جری اور معروف تھے۔ یہ بات یہود کے علما، کو کسی طور قبول نہ تھی کہ لوگ اِن کی قیل و قال، اِن کے بیانات اور اِن کے فتوؤں کے مقابلے میں اللہ کی کتاب تورات کو فیصلہ کن جانیں یا زیادہ اہمیت دیں۔ لوگوں سے اِن کا کہنا تھا کہ تورات کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا یہ کام صرف اُن کے علماء کا ہے۔ ویسے تو یہ ایک آخری نبی کے آنے کے منتظر تھے مگر صرف بنو اسرائیل کے درمیان سے، جب یہ نبیؐ اپنی ساری نشانیوں کے ساتھ جنھیں اِن علمائے یہود سے زیادہ کوئی نہیں پہچانتا تھا، مکے میں مبعوث ہو گیا تو اِس بنا پر کہ وہ بنو اسماعیلی قریش میں سے کیوں آیا ہے اپنی سرشت کے مطابق مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔

بحیثیت قوم اِنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد سے قبل ہی آپؐ کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی۔ اِن کا

گمان یہ تھا کہ قریش کی ہر ممکن مدد کر کے محمد ﷺ کا مقابلہ کر لیں اور اُنھی کے ہاتھوں آپؐ کو قتل کرا دیں۔اہلِ مکہ کو آپؐ کا علمی میدان میں مقابلہ کرنے کی ساری ترکیبیں نبوت کے چھٹے برس سے یہی سکھا پڑھا رہے تھے۔ مشرکین قریش کی جانب سے اصحابِ کہف، ذوالقرنین اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں وارد سوالات، درپردہ اُس سکھائی پڑھائی کا شاخسانہ تھے جو یہود قریش کی کر رہے تھے۔ یہود کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اِس نئے آنے والے نبیؐ کا اِنھیں براہِ راست اپنے شہر یثرب میں بنفسِ نفیس خود مقابلہ کرنا پڑے گا۔

مال کی محبت، دنیاپرستی، جنسی آوارگی و بے حیائی، بزدلی، فرقہ واریت و نسلی تعصبات اور آخرت فراموشی نے اِن کو یہی سکھایا کہ سازشوں اور سیاسی چالوں کے ذریعے منافقین اور قریش کے ذریعے اپنے دشمن کو پٹوایا اور مروایا جائے، خود بہت مسکین بن کر نبی ﷺ کی قایم ہونے والی نئی حکومت سے انھوں نے تابع داری اور تعاون کے معاہدے کر لیے اور موقع پاتے ہی وار کرنے کی ٹھان لی۔اِن کا وار ہمیشہ اوچھا ہی پڑا اور ایک منضبط اور اُصولوں کی پابند مدینے کی حکومت نے اِن کی غداری، بے وفائی اور بغاوت کو کبھی معاف نہیں کیا۔ کچھ ماہ قبل اِن کے سب سے شریر اور مغرور قبیلہ قینقاع کو مدینے سے نکال دیا گیا تھا۔ پھر بنو نضیر کے کعب بن اشرف نے مکے جاکر قریش کے ساتھ مل کر مدینے سے بدلہ لینے کی کعبے کے پردے پکڑ کر قسم کھائی جب کہ وہ معاہدے کی رو سے قریش کا اور مدینے پر تمام حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کا پابند تھا۔مکے سے واپسی پر اپنے قلعے میں چھپ کر سامنے آئے بغیر بے ہودہ جنسی آوارگی پر مبنی شاعری کے ذریعے حکومتِ مدینہ کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا۔انجامِ کار اسلامی حکومت کو ناخواستہ اِس ناہنجار کو قتل کروانا پڑ گیا۔اتنے بڑے سردار کے قتل سے بنو نضیر میں سراسیمگی پھیل گئی اور انھوں نے تابع داری اور تعاون کے معاہدے کی تجدید کر دی۔

مسلمانوں کے جانی نقصان سے یہود کے روّیے میں تبدیلی

جنگِ اُحد میں جس طرح مسلمان اپنی غلطی کی بنا پر جیتی ہوئی جنگ کو گنوا بیٹھے، اگرچہ انھوں نے قریش کے مقاصد جنگ کو پورا نہ ہونے دیا۔ مشرکین نہ محمدِ عربی ﷺ کو قتل کر سکے اور نہ ہی وہ مدینے کی حکومت کو پامال کر کے منافقوں اور یہود کے حوالے کر سکے، مگر ۷۰ مجاہدین کو شہید کر دینے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر اپنے پہاڑی کیمپ میں واپس جمع ہونے پر مجبور کر کے مسلمانوں کی وہ ہوا اُکھاڑنے میں ضرور کامیاب ہو گئے جو بدر میں بنی تھی۔

اس صورتِ حال سے دشمنانِ دین کو بڑا حوصلہ ملا، منافقین، یہود اور اطراف مدینہ میں پھیلے بدّوؤں کے ڈاکہ زن مشرک قبیلوں اور اُحد میں اپنی بزدلی اور کم عقلی کی بنا پر مقاصد میں ناکامی پر کفِ افسوس ملتے قریش نے آنے والے دنوں میں مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے آپس میں صلاح و مشورے شروع کر دیے۔ قریش کے سامنے تو اگلے برس میں چیلنج کے مطابق بدر میں آکر مسلمانوں سے جنگ طے تھی، مگر اُنھیں مسلمانوں کے ہاتھوں بدر میں جو شرم ناک شکست ہوئی تھی، اُس کے بعد جنگِ اُحد کے آغاز ہی میں کم تعداد مسلمانوں نے جس طرح کھدیڑ کر اُن کو مارا تھا اور یکے بعد دیگرے اِن کے نو (۹) علم برداروں کو قتل کیا تھا اُنھیں پھر مسلمانوں کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہیں رہا تھا۔ اُن کی قسمت نے یاوری کی تھی کہ مسلمان اپنی ہی غلطی کے جال میں بڑی تعداد میں اپنے خون سے کفارہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔ انجام کار وہ بھاگ رہے تھے اور مسلمان اُن کے تعاقب میں تھے، اِس تعاقب نے اُن کی فتح کی شہرت اور بھرم کو چکنا چور کر دیا تھا۔

مسلمانوں کا وہ سامنا کر پائیں گے یا نہیں اس کا فیصلہ تو اب اگلے برس میدانِ بدر میں ہو گا جہاں کا وہ اگلے برس جنگ کا چیلنج دے کر گئے ہیں، فی الوقت وہ دنیا بھر میں یہ ڈھنڈورا پیٹنے [پروپیگنڈہ کرنے] میں سر گرمی سے مصروف تھے کہ وہ میدانِ اُحد میں مسلمانوں کو بڑی شکست دے کر آئے ہیں۔ اِس پروپیگنڈے کا بہر حال عوامی ماحول پر بڑا اثر تھا مگر اہلِ نظر جو جنگی چالوں اور عسکری تجزیوں کے ماہر تھے جانتے تھے کہ قریش اب تنہا مسلمانوں کے سامنے پرِ کاہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔

بئرِ معونہ کا المناک حادثہ بنو نضیر کی جلاوطنی کا پیش خیمہ

پچھلے باب میں آپ رجیع اور بئرِ معونہ کے الم ناک واقعات پڑھ چکے ہیں جس میں چوالیس [رجیع میں ۶ معونہ میں ۳۸، اس طرح کل = ۴۴] صحابہؓ شہادت پا چکے تھے، [نوٹ: بعض روایات کے مطابق معونہ کو جانے والے قراء کی تعداد ۷۰ تھی اور ۶۸ شہید ہوئے تھے۔] اس سے قبل ستّر (۷۰)، جنگِ اُحد میں اپنی مراد پا گئے تھے اور بعد میں دو [شماسؓ اور ابو سلمہؓ] مزید نے، اُحد میں لگے زخموں سے داعیِ اجل کو لبیک کہا تھا۔ یوں چند ہفتوں میں مدینے کے کل سات ساڑھے سات سو مخلص مسلمان مردانِ جنگی میں سے ۱۱۴ شہادت پا گئے، یعنی کم و بیش ۱۵ فی صد! [پچھلے برس بدر کی شہادتوں کو یہاں نہیں گن رہے ہیں] یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی خصوصاً انصار کے لیے جنھوں نے نبی ﷺ کو اپنی جانوں پر کھیل جانے کے وعدے پر پناہ دی تھی اور اُن کے وعدے کی صداقت کو جانچنے کے لیے اللہ نے اِن کو ہلا مارا تھا، لیکن، انصار نے اپنے وعدے کو سچ کر دکھایا تھا اور اُنھیں اس پر کوئی ملال و پشیمانی

نہ تھی اور اُن کے ایمان اور عزم میں مستقل اضافہ ہی ہو رہا تھا۔

آپ کو یاد ہو گا کہ سانحہ بئرِ معونہ میں بچ جانے والے عمرو بن اُمیہ ضمریؓ اس کی خبر لے کر واپس ہو رہے تھے تو قاتلین کے حلیف دو آدمیوں کو بے خبر سوتا پایا تو انتقاماً اُن دونوں کو قتل کر دیا۔ ضمریؓ کو معلوم نہ تھا کہ ان دونوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان کا عہد تھا۔ چناں چہ جب آپ نے مدینہ پہنچ کر واقعے اور اپنی کارروائی کی رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ چوں کہ امان میں تھے لہٰذا مجھے اُن کی دیت لازماً ادا کرنی ہے۔ اس کے بعد آپؐ مسلمان اور ان کے حُلفاء یہود سے دیت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ اپنے چند صحابہؓ کے ہم راہ جن میں ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور دیگر بھی کچھ اصحابؓ شامل تھے، بنو نضیر کی بستی میں تشریف لے گئے اور ان سے بنو کلاب کے ان دونوں مقتولین کی دیت میں معاہدے کے مطابق حصہ ڈالنے کا مطالبہ کیا وہ معاہدہ کی رُو سے اپنا حصہ ڈالنے کے پابند تھے۔ انہوں نے کہا: ابو القاسم! ہم اپنا حصہ ضرور نکالیں گے آپؐ یہاں تشریف رکھیے، ہم آپؐ کے لیے کھانے کا انتظام کر رہے ہیں اور آپؐ کا مطالبہ بھی پورا کیے دیتے ہیں۔ آپؐ وہیں ایک گھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور آپؐ کے گرد آپؐ کے اصحابؓ بھی۔ اور ان کے وعدے کی تکمیل کا انتظار کرنے لگے۔ یہود کھانے اور دیت کے انتظام کا کہہ کر وہاں سے چلے گئے۔

بنو نضیر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی تیّاریوں میں

نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے رفقا کو وہاں چھوڑ کر یہود الگ جمع ہوئے تو مشورہ کرنے لگے کہ کیا کرنا ہے؟ کسی نے کہا کہ اس سے نادر موقع اور کون سا ملے گا کیوں نہ محمد [ﷺ] کو یہاں ہی قتل کر دیا جائے، ہماری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ یہود کے درمیان ایک عاقبت اندیش مرد سلام بن مشکم نے کہا کہ دیکھو، ایسا نہ کرو۔ اللہ کی قسم! انھیں تمھارے ارادوں کی خبر دے دی جائے گی۔ اور پھر ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد و پیمان ہے یہ اس کی خلاف ورزی بھی ہے۔ لیکن انہوں نے اُس کی بات نہ مانی، وہ بڑی اونچی اُڑان میں تھے وہ اپنے منصوبے کو پورا ہوتا اپنے تصور کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، واللہ وہ مست تھے۔ قتل کے لیے بڑا مناسب طریقہ یہ سوچا گیا کہ اوپر سے چکی کا بڑا وزنی پتھر آپؐ کے سر پر گرا دیا جائے، بولے مگر کون ہے جو اتنی بھاری چکی کو لے کر اوپر جائے اور آپؐ کے سر پر گرا سکے۔ اس پر ایک بد بخت یہودی عمرو بن جحاش نے کہا: میں یہ کام کر سکتا ہوں۔ یہ سازشیں اور اُن کی تکمیل کے انتظامات جاری تھے کہ عالم الغیب والشہادہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریلؑ تشریف لائے۔ اور آپؐ کو کام یابی کے فرضی نشے میں مست میز بانوں کے ارادوں کی خبر پہنچا دی۔ آپؐ فوراً کھڑے ہو گئے، کسی بحث مباحثے اور جھگڑے کی گنجایش نہیں تھی۔ آپؐ اپنی مسجد کے لیے مدینے کی جانب چل دیے۔

بنو نضیر کو مدینے سے جلا وطنی کا انتباہ

مدینہ واپس پہنچتے ہی آپؐ نے فوراً ہی محمد بن مسلمہ کو بنی نضیر کے پاس روانہ فرمایا اور انھیں یہ نوٹس دیا کہ تم لوگ مدینے سے نکل جاؤ۔ اب یہاں میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ تمھیں دس دن کی مہلت دی جاتی ہے اس کے بعد جو شخص پایا جائے گا اس کی گردن ماردی جائے گی، یہ ربیع الاول ۴ ہجری [اگست ۶۲۵ ء] کی بات ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے انتہائی عجلت سے یہ کام انجام دیا اور اپنی معروف سنت سے ہٹ کر دوستوں سے مشورے کا بھی انتظار نہ کیا، پس یقیناً یہ اللہ ہی کے حکم سے ہوا ہو گا، جس میں کسی انتظار و مشورے کی گنجایش نہیں تھی۔

ادھر بنو نضیر کی بستی میں بیٹھے اصحابؓ رسول اللہ ﷺ نے گمان کیا کہ آپؐ کسی ذاتی ضرورت سے گئے ہیں جب کافی دیر ہو گئی تو ابو بکرؓ نے کہا کہ ہمیں بھی چلنا چاہیے کہ دیکھیں آپؐ کہاں چلے گئے۔ چناں چہ آپؐ کے اصحابؓ بھی مدینے پہنچ کر آپؐ سے مسجد میں آملے اور کہنے لگے: آپؐ اُٹھ آئے، ہم سمجھ نہ سکے کہ کیا معاملہ ہے؟ آپؐ نے اُنھیں وہ کچھ بتادیا جو کہ جبریلؑ نے یہود کے ارادوں کے بارے میں آپؐ کو بتایا تھا۔ اور جو اقدام آپؐ نے اُٹھایا تھا اُس سے بھی آگاہ کر دیا۔

محمد بن مسلمہ جن کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا جو زمانہ جاہلیت [قبل از اسلام] میں بنو نضیر کا حلیف تھا، جب نبی اکرم ﷺ کی جانب سے یہ نوٹس لے کر بنو نضیر کی بستی میں پہنچے اور اِسے اُن کے سامنے بیان کیا تو اُن کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ کہنے لگے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ قبیلہ اوس کا کوئی فرد ہمارے لیے اس طرح کا پیغام لے کر آئے گا، محمد بن مسلمہ نے جواباً بڑی اچھی بات کہی کہ اب دل بدل گئے ہیں۔ یقیناً ایمان کا یہی معاملہ ہوتا ہے کہ دل بدل جاتے ہیں، اللہ کی محبت کی خاطر صرف وہ چیز عزیز رہ جاتی ہے جو اللہ کو پسند ہو اور ہر وہ چیز ناپسندیدہ ہو جاتی ہے جو اللہ کو ناپسند ہو۔

نام نہاد مسلمانوں کی جانب سے یہود کو تعاون کی یقین دہانی

یہود کو جب دس روز میں شہر چھوڑ دینے کا نوٹس ملا تو چشمِ تصور میں مہلت کے دس دن گزرنے پر اُنھوں نے بدر و اُحد میں عرب کے سورماؤں کو پیس کر رکھ دینے والے رسولؐ کے جاں نثار، جاں بازوں کو دیکھا جو اِن کو گھروں سے نکالنے اور گردنیں مارنے آرہے ہیں تو اُن کے اوسان خطا ہو گئے [اور نہ جانے کیا کیا خطا ہوا ہو]، ساری مستی ہوا ہو گئی اور وہ صدیوں سے آباد بستیوں کو چھوڑ کر جلا وطنی کے لیے ذہناً تیار ہو گئے۔ دو تین دن سامان

باندھنے اور سفر کے انتظامات میں لگے رہے مگر نام نہاد مسلمانوں کے سرغنے [رئیس المنافقین] عبداللہ بن اُبی نے بنو نضیر کو پیغام بھیجا کہ اپنی جگہ برقرار رہو، ڈٹ جاؤ، اور بنو قینقاع کی مانند گھر بار نہ چھوڑو۔ میرے پاس دو ہزار مردانِ جنگی کی ایک فوج ہے۔ جو تمھارے ساتھ تمھاری بستی میں تمھاری حفاظت میں جان دے سکتی ہے۔ اور اگر تمھیں نکالا ہی گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکل جائیں گے۔ اور تمھارے بارے میں کسی سے ہرگز نہیں دبیں گے۔ اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمھاری مدد کریں گے۔ اور بنو قریظہ اور غَطَفان جو تمھارے حلیف ہیں وہ بھی تمھاری مدد کریں گے۔

یہ زمینی حقائق کے خلاف پیغام سن کر بے وقوفوں کو بڑا حوصلہ مل گیا۔ اُنھیں جاننا چاہیے تھا کہ بنو قریظہ کا فرقہ بھلا اپنے مخالف مسلک والوں کا کیوں ساتھ دے گا، اگر موسیٰ علیہ السلام بھی آکر اِن مسلکوں میں اتحاد چاہیں گے تو یہ دونوں صرف ایک بات پر اتحاد کر سکیں گے اور وہ بھی صرف اتحاد کی دعوت دینے والے اپنے نبیؑ کے قتل پر! اُنھیں خیال کیوں نہیں آیا کہ کم بخت منافق [عبداللہ بن ابی] کے بیٹا بیٹی تو اُس کا ساتھ نہیں دیتے، وہ کیا آسمان سے دو ہزار کی فوج لے کر آئے گا؟ پرلے درجے کا جھوٹا کہیں کا! اتنے مردان جنگی تو کُل مدینہ میں نہیں تھے۔ اُحد کو جاتی فوج میں سے وہ تین سو کو بہکا کر واپس لا سکا تھا، یہی کُل منافقین کی افرادی قوت تھی جو مومنین پر آشکار ہو گئی تھی۔ اُحد سے واپسی پر مسجد نبوی میں جب اُس نے حسبِ معمول کچھ کہنا چاہا تو اُس کے قبیلے کے افراد نے اُس کی ڈاڑھی پکڑ کر بٹھا دیا تھا اور وہ مسجد سے تنہا بھاگا تھا، کوئی اُس کا ساتھ دینے کو تیار نہیں تھا۔

بنو نضیر نے عبداللہ بن ابی کی اِن باتوں میں آکر طے کر لیا کہ جلاوطن نہیں ہوں گے اور مسلمانوں سے مقابلہ کریں گے۔ اُن کے سردار حُیَی بن اَخْطَبْ کو توقع تھی کہ رئیس المنافقین نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھجوا دیا کہ ہم اپنے دیار سے نہیں نکلتے، آپؐ کو جو کرنا ہو کر لیں۔

اُحد کے بعد رجیع اور بئر معونہ کے سانحات کے پسِ منظر میں مدینے کو دشمن ایک بڑا تر نوالہ جان رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بڑا اقدام کسی بل بوتے پر ہی کیا تھا۔ خالق ارض و سما اپنے نبیؐ کی پشت پر تھا۔ نبیؐ جو اپنے خالق سے ملاقات کے لیے آسمانوں کی سیر کر کے آیا تھا، کسی بھی شبہ سے بالاتر ہو کر اپنے رب کے وعدے پر یقین رکھتا تھا۔ رجیع اور بئر معونہ کے وقوعات میں مسلمان دشمنوں کی جانب سے دھوکے سے قتل اور بدعہدی جیسے جرائم کا شکار ہو گئے تھے اور اب وہ اپنے کسی بھی مخالف کی جانب سے ان جرائم کا ایندھن نہیں بننا چاہتے

تھے۔ جب بنو نضیر کی جانب سے بد عہدی اور قتل کی سازش کا انکشاف ہوا تو دونوں سابقہ المیوں کا حساب چکانے کے لیے بنو نضیر اُن کے سارے انتقامی جذبات کا نشانہ تھے مگر نبیؐ کی قیادت میں وہ بے قابو نہیں ہو سکتے تھے۔

بنو نضیر کے خلاف اعلانِ جنگ اور لشکر کشی

رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے، جب حُیَی بن اَخطَبُ کا پیغام بر یہ پیغام لایا کہ جو کرنا ہے کرلو ہم اپنے گھر نہیں چھوڑتے تو آپؐ نے بلند آواز میں کہا اللہُ اکبر! جس کے جواب میں موجود تمام صحابہؓ نے بھی بلند آواز سے تکبیر بلند کی۔ آپؐ نے بنو نضیر پر چڑھائی کا اعلان کر دیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن اُمِ مکتوم کو مدینہ میں اپنا قایم مقام مقرر کر کے بنو نضیر کے علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔ علی بن ابی طالبؓ کے ہاتھ میں عَلَم تھا بنو نضیر کے علاقے میں نمازِ عصر سے پہلے پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا گیا۔

بنو نضیر اپنا سامان جنگ جمع کر کے قلعہ بند ہو گئے تھے، مکانوں کی چھتوں اور فصیلوں سے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے اور اُن کے تیر انداز مورچوں پر جمے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بستی سے باہر اُن کے تیروں کی پہنچ سے دور میدان میں نمازِ عصر ادا کی۔ سعد بن عبادہؓ لکڑی کا ایک خیمہ لے آئے تھے جسے کھلے میدان میں نصب کر دیا گیا یہ سپہ سالارِ فوج کا کمانڈ اور کنٹرول روم تھا۔ نماز کے بعد آپؐ نے قلعے کے چہار جانب کا جائزہ لیا۔ یہودیوں نے فصیل پر سے پتھر اور تیر برسانے شروع کر دیے تاکہ مسلمان قلعے کے قریب نہ آسکیں۔ مسلمانوں نے بھی فصیل پر تیروں اور پتھروں کی بارش کر دی، یہ سلسلہ جب تک کچھ روشنی تھی جاری رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے عشا کی نماز مجاہدین کے ساتھ میدان میں ادا کی اور پھر ہتھیار بند ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے، ابو بکرؓ کو محاصرین کا قایم مقام امیر مقرر کر کے آپؐ مدینے چلے گئے۔

بنو نضیر کے قلعہ کا محاصرہ اور بنو قریظہ سے معاہدہ

دوسرے روز فجر کی نماز سے قبل ہی آپؐ مجاہدین سے واپس آملے اور اذانِ بلالی کے بعد آپؐ کی امامت میں نماز ہوئی۔ نماز کے بعد بلالؓ نے آپؐ کا خیمہ وہیں نماز کی جگہ نصب کر دیا۔ یہ جگہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قلعوں کے درمیان تھی۔ درمیان میں نصب کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ بنو قریظہ کے یہودی اپنے یہودی بھائیوں کو مدد بہم نہ پہنچا سکیں۔ ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق آپؐ گھوڑے اور دستے لے کر بنو قریظہ کے پاس تشریف لے گئے، بنو قریظہ کو [امن وامان سے میثاقِ مدینہ کے مطابق رہنے، دشمنوں کا ساتھ نہ دینے اور محمد ﷺ کو تمام مقدمات میں فیصلہ کن اتھارٹی

مانئے کا] عہد وپیمان کرنے [یا تجدید] کی دعوت دی۔ انہوں نے دعوت قبول کرلی، لہٰذا آپ ﷺ ان سے پلٹ آئے اور بنونضیر کے محاصرین سے واپس آملے۔

بنونضیر کے قلعے کے اطراف میں سارے دن تیر اندازی اور سنگ باری دونوں جانب سے جاری رہی۔ یہودی عبداللہ بن ابی کے وعدوں کے پورا ہونے کے منتظر رہے مگر کوئی مدد نہ آئی، شام میں بنونضیر نے اپنے ایک بہادر اور بہترین تیر انداز کی سرکردگی میں مسلمانوں کے خیمے پر شب خون مارنے کے لیے ایک دستہ بھیجا۔ مسلمانوں کی جانب سے بستی کے گرد چکر لگانے والے مجاہدین نے اُن کو دیکھ لیا اور اُن کے درمیان جنگ ہوئی جس میں اُن کا سردار اپنے کچھ ساتھیوں سمیت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارے گئے باقی واپس قلعے میں بھاگ جانے میں کامیاب ہوگئے۔ بستی کے بیرونی دائروں پر رہنے والے یہودی، مسلمانوں کی جانب سے حملوں کے پہلے نشانہ بننے کے خوف سے اپنے مکانوں کو گرا کر اندرونی حصوں میں منتقل ہو رہے تھے۔ مکانات کو اِس لیے گرا رہے تھے کہ مسلمان خالی مکانوں کو مورچہ نہ بنا سکیں اور ملبہ اندر آنے میں رکاوٹ بنے، جس کے دوران وہ مسلمانوں کو نشانہ پر لے سکیں۔ یہودی قلعہ بند رہ کر فصیل سے تیر اور پتھر برساتے رہے اور قلعے سے متصل کھجور کے باغات ان کے لیے سپر کا کام دے رہے تھے۔

بنونضیر محاصرے سے تنگ آگئے

محاصرہ طول پکڑ رہا تھا اور بنونضیر عربوں کی روایت کے مطابق باہر نکل کر مردانہ وار مقابلہ کرنے پر آمادہ نہیں تھے، جب کہ اُن کے پاس سات سو مردانِ جنگی موجود تھے جو محاصرہ کیے ہوئے مسلمانوں سے عددی لحاظ سے جوڑ کی ٹکر تھی۔ محمد بن مسلمہ کے نوٹس ملتے ہی ابتدا میں جلاوطنی پر آمادہ ہوگئے، پھر بن ابی کے چکر میں آکر قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے، اور پھر مستقل مدد کے انتظار نے اور مدد نہ آنے پر مایوسی کے بادلوں نے اور پھر اپنے ہاتھوں سے اپنے مکانوں کو توڑنے اور قلعے کے اندرونی حصوں میں اِن بے خانماں مکینوں کی آہ وبکا نے اور اُڑی ہوئی نیندوں میں اونگھتے جاگتے، عالم مایوسی میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے اور عورتوں اور بچوں کے لونڈی غلام بننے کے ڈراؤنے خوابوں اور کبھی منافقین اور پڑوسی بنوقریظہ کی مدد آجانے کی امیدوں نے اُن کے اعصاب کو پیہم اونچی نیچی سطح پر تبدیل کر کے تھکا مارا، اور وہ ٹوٹنے لگے۔ رحمت اللعالمینؐ نے نہیں چاہا کہ وہ اس شدید عذاب میں زیادہ عرصہ گزاریں، پندرہ روز ہونے کو آرہے تھے، آپؐ نے حکم دیا کہ فصیل سے باہر اِن کے کھجور کے باغات، جو اِن

دنیاپرستوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں اِن کے اُن درختوں کو کاٹنا شروع کرو جو انھیں فصیل پر سے اور اپنے گھروں کی چھتوں سے نظر آرہے ہیں۔ جب یہ درخت کٹنا شروع ہوئے تو اُن کے دلوں پر آرے چل گئے بنو نضیر کے سردار حُیَی بن اَخطَبْ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپؐ ہمارے پھل دار درخت کیوں کٹوار ہے ہیں؟ آپؐ تو زمین پر فساد پھیلانے سے منع فرمایا کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا ،تاکہ تمھاری آنکھیں کھل جائیں اور تم جنگ کے شعلے بھڑکا کر اُس میں اپنی قوم کو راکھ کر دینے سے باز آجاؤ۔

بنو نضیر شکست تسلیم کر کے مدینے سے جلاوطن ہونے پر راضی

پیہم زخموں پر زخم کھا چکنے والے ،اُحد، پھر رجیع اور پھر معونہ میں خون کے نذرانے دینے والے، جنھوں نے ایک بار اللہ سے عہدِ وفا کیا اور اُس پر جمے رہے، مہاجرین و انصار، ایک سے بڑھ کر ایک، اللہ نے اُن کو آزما، آزما کر دیکھ لیا، اللہ کو پہچاننے والوں کو اللہ نے بھی پہچان لیا [رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ]۔ اُن عاجز بندوں کے لیے اللہ کی بھرپور مدد آگئی، بنو قریظہ کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا۔ درختوں کو کٹتا دیکھ کر ان کے اعصاب مکمل طور پر جواب دے گئے، وہ ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے، سوچتے تھے کہ کسی طرح باہر نکل کر خیبر، فلسطین یا شام سے دوبارہ حملہ آور ہو سکیں گے، باغ واپس مل جائیں گے اور اگر باغ اجڑ گئے تو یہاں کیا رہے گا، اور اُنھیں رسول اللہ ﷺ کی رحم دلی پر بھی بڑا اعتماد تھا۔ سالِ گزشتہ انھوں نے بنو قینقاع کی عبد اللہ بن ابی کے اصرار پر جان بخشی کر ہی دی تھی، اُنھیں امید تھی کہ اُن کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔ حقیقت یہ تھی کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اُن کی رگ رگ میں نفرت تھی، مگر وہ موجودہ برے وقت سے، جس میں بن ابی کے جھوٹے وعدوں کی بنا پر پھنس گئے تھے کسی طور نکل کر آنے والے دنوں میں اہلِ ایمان سے نبٹنے کا سوچ رہے تھے۔ چناں چہ حُیَی بن اَخطَبْ، سردارِ بنو نضیر نے رسول اللہ ﷺ کو کہلوا بھیجا کہ ہم مدینے سے نکلنے کو تیار ہیں۔ دشمنانِ سلطنت، قریش سے ساز باز اور سربراہِ مملکت کے قتل کی سازشیں، کیا دنیا کے کسی بھی قانون کے تحت زندہ چھوڑے جانے کے حق دار ہو سکتے تھے؟ رحمت اللعالمینؐ نے قتل کیے جانے اور غلام بنا لیے جانے کے مستحقین کی جلاوطنی کی پیش کش منظور فرمائی۔ اور یہ بھی منظور فرمالیا کہ وہ ہتھیاروں کے علاوہ باقی جتنا ساز و سامان اونٹوں پر لاد سکتے ہوں سب لے کر بال بچوں سمیت چلے جائیں۔

بنو نضیر معافی ملنے پر گاتے بجاتے خوشی مناتے نکل گئے

بنو نضیر نے مسلمانوں کی جانب سے جلاوطنی کی منظوری پر معافی کے قبول ہونے پر بہت ہی خوشی منائی اور ہتھیار ڈال دیے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے مکانات کو ڈھانا شروع کیا تا کہ اُن کے بعد وہ مسلمانوں کے کام نہ آسکیں، یہاں تک کہ اُن کے دروازے اور کھڑکیاں بھی نکال دیں اور جو لاد کر لے جاسکے لے گئے۔ بعض 'بہادر' تو چھت کی کڑیاں اور دیواروں کی کھونٹیاں بھی لاد کر لے گئے۔ اِن کا قافلہ چھ سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ بہت طمطراق سے گاتے بجاتے نکلے، عورتوں نے اپنے شان دار کپڑے اور ہیروں جواہرات سے مزین زیور پہنے، بعض خواتین تو سونے میں اس طرح غرق تھیں کہ کپڑے نظر نہ آتے تھے۔

یہود نے جن انصار کو ایک مدت تک کے لیے قرض دیا ہوا تھا، حکومت مدینہ کی جانب سے یہود کو کہا گیا کہ قرض خواہوں سے معاملہ طے کر لیں اور جو مل سکتا ہو وہ لے لیں۔ مسلمانوں کو ہدایت تھی کہ انتہائی کوشش سے جو ادا کر سکتے ہوں لازمی ادا کر دیں۔ یثرب میں ایک قدیم رسم چلی آتی تھی کہ مشرکینِ اوس و خزرج منت مانتے کہ اگر کام ہو گیا تو ہونے والی اولاد کو تعلیم و تربیت کے لیے یہود کے سپرد کر دیں گے، یہودی اسے بھی یہودی بنا دیتے تھے[٣٦]۔ ایسا اس لیے تھا کہ وہ یہود کی عالمانہ باتوں سے بڑے مرعوب تھے۔ مدینے کے لوگوں نے چاہا کہ اپنی اولاد کو اُن سے واپس لے لیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہیں دی اور کہا کہ انھیں بھی اِن کو لے جانے دو۔ کیا دنیا کی تاریخ میں کوئی جنگی مجرموں کے ساتھ اس معافی اور حسنِ سلوک کی مثال پیش کر سکتا ہے؟ لیکن افسوس یہ یہود اتنے احسان فراموش اور کینہ پرور تھے کہ نکلنے کے دو برس بعد تک پورے حجاز میں گھومتے اور عربوں کو مدینے پر حملہ کرنے کے لیے تیار کرتے رہے اور سنہ ۵ ہجری میں سارے عرب کی متحدہ دس ہزار کی فوج مدینے پر چڑھا لائے۔

بنو نضیر کا اسلحہ اور اُن کی غیر منقولہ جائیدادیں [باغات اور قصد اً توڑی ہوئی عمارات] مدینے کی اسلامی ریاست کے قبضے میں آگئیں۔ دورانِ جنگ دشمن سے ہاتھ لگی اشیاء کی مانند، قرآن مجید نے اِن چیزوں کو مالِ غنیمت قرار نہیں دیا بلکہ اِن کو فئے کہا گیا، یعنی دشمن سے ہاتھ آئی ایسی چیزیں جو بغیر لشکر کشی اور جنگ و جدال کے حاصل

---

٣٦ ایسی ہی رسم انڈیا میں مسلمانوں کے درمیان تھی کہ محرم کے جلوس میں دلدل گھوڑے سے کہتے کہ منت پوری ہوئی تو اپنی ہونے والی اولاد کو شیعہ بنا دیں گے۔

ہو جائیں۔ اور اِن کی تقسیم عام مسلمانوں یا لشکر میں نہیں ہوئی، بلکہ سورۃ الحشر میں بیان کردہ ضابطے کے مطابق ہوئی جو بنو نضیر کے اخراج کے بعد نازل ہوئی۔ ہم اِن شاءاللہ اس کو باب ۱۵۱ میں زیرِ گفتگو لائیں گے۔

مشرکین مکہ اور اہلِ ایمان، دونوں جانب کے اہلِ نظر اور مقتدر حضرات اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ قریش میدانِ اُحد میں اپنے مقاصد حاصل نہیں کرسکے، لیکن مسلمانوں کے میدان میں کام آجانے والوں کی تعداد بادی النظر یہ تاثر دیتی تھی کہ مسلمان شکست کھا گئے ہیں، اس تاثر نے منافقین، یہود اور مدینے کے اطراف میں آباد بدّوؤں کے قبائل کو یہ ہمت بہم پہنچائی تھی کہ اس سے قبل کہ مسلمان دوبارہ اپنے قدم جمائیں وہ مسلمانوں کی مخالفت میں جو کرنا چاہیں جلد از جلد کرلیں۔۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بہت سے قبائل مدینے پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے تھے، رجیع اور بئرِ معونہ کے سانحات نہ صرف اِسی غیر معمولی صورتِ حال کا نتیجہ تھے بلکہ انھوں نے اس صورتِ حال کو مزید تقویت دی تھی۔ رجیع اور بئرِ معونہ میں اُنھوں نے نہایت ظالمانہ طریقے سے اسلامی سلطنت کے نمائندوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اور اب وہ مدینے پر چڑھائی کی سوچ رہے تھے۔

اس اثنا میں بنو نضیر کے ہتھیار ڈال دینے نے سب کی [قریش، یہود، منافقین اور لٹیرے قبائل کی] امیدوں پر پانی پھیر دیا اور مسلمانوں کی پوزیشن اتنی مضبوط ہوگئی کہ وہ یہود اور منافقین سے بے خوف ہو کر بدّوؤں سے نبٹنے کے لیے یک سو ہوگئے۔ یہود تو بس اب بنو قریظہ کے باقی تھے، وہ اس لیے خوف زدہ ہوگئے کہ قینقاع کے بعد بنو نضیر بھی نکال دیے گئے اور جب بنو نضیر کا محاصرہ جاری تھا تو بنو قریظہ نے نبی ﷺ کے ساتھ امن و شرافت سے رہنے کا معاہدہ کرلیا۔ اور یہود باوجود اپنی قلعہ بندی کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تائید غیبی سے مسلمانوں کے شدید رعب میں آگئے، اُن کے لیے تو بھاگ کر جانے کے لیے خیبر کے علاوہ بھی جگہیں تھیں۔ منافقین نے جب دیکھا کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے تو مسلمانوں سے معاہدہ کرلیا اور اپنے یہودی بھائیوں کی مدد سے انکار کردیا تو پھر منافقین باوجود مدد کا پکا وعدہ کرلینے کے بنو نضیر کی کوئی دوسری مدد نہیں کرسکے کہ جانتے تھے اگر اُن کو بھی محمد ﷺ نے مدینے سے نکلنے کا حکم دے دیا تو وہ روئے زمین پر رہنے کے لیے کوئی بھی ٹھکانا نہ پائیں گے، اہلِ مکہ تو پناہ دینے سے رہے کہ مسلمانوں کی جانب سے معاشی ناکہ بندی اوپر سے قحط نے خود قریشِ مکہ کے لیے دو وقت کی روٹیاں مشکل کی ہوئی تھیں، اندیشہ تھا کہ وہ منافقین سے صاف کہہ دیتے کہ "اپنی بُلائی ہوئی مصیبت سے خود نبٹو!"

☆☆☆☆☆